الٰہی جماعتوں کو پیش آنے والے ابتلاؤں کا فلسفہ

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸/ جون ۱۹۸۴ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کریمہ کی تلاوت فرمائی:

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ۛؕ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۚ﴿۱۷۳﴾ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖۗ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿۱۷۴﴾ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ۙ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۷۵﴾ اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ۖ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۶﴾

وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ ۚ
اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ؕ يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ
حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۷۷﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ
اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْاِيْمَانِ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۷۸﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ
لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ؕ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ
وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿۱۷۹﴾ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ
عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ؕ
وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ
مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ۚ وَاِنْ
تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۱۸۰﴾ (آل عمران: ۱۷۷-۱۸۰)

اور پھر فرمایا:

ہر انسان کا ایک مطمح نظر ہوتا ہے اور جتنا جتنا وہ اس مطمح نظر کے قریب ہوتا چلا جاتا ہے اس کے لئے ایک روحانی لذت کا سامان پیدا ہوتا جاتا ہے اور جب وہ زیادہ قریب ہو جائے تو پھر لوگوں کی انگلیاں اٹھتی ہیں اور وہ کہتے ہیں دیکھو یہ اس کے کتنا قریب ہے یا کتنا مشابہ ہے۔ وہ لوگ جو دنیا دار ہیں ان کے دنیاوی مطمح نظر ہوتے ہیں۔ جو مذہبی لوگ ہیں ان کے مذہبی مطمح نظر ہوتے ہیں چنانچہ بعض ایسے بھی ہیں جو اس بات میں فخر محسوس کرتے ہیں کہ فلاں ایکٹر (Actor) سے ان کی تصویر ملتی ہے اور وہ حلیہ بھی ویسا بنانے لگ جاتے ہیں اپنے بالوں کی قطع تراش کا رنگ ڈھنگ، اپنے چلنے پھرنے کا انداز یہاں تک کہ وہ سمجھتے ہیں کہ اب لوگوں کی بھی انگلیاں اٹھیں گی کہ دیکھو یہ فلاں ایکٹر سے ملتا ہے۔ بعض شاعر ایسے ہوتے ہیں جن کا اندازِ کلام کسی گزشتہ بڑے شاعر سے ملتا ہے اور وہ اس پر فخر کرتے ہیں اور لوگ کہتے ہیں کہ دیکھو اسے فلاں شاعر کا سا انداز نصیب ہو گیا چنانچہ اس شوق میں ایک شاعر یہاں تک بھی کہتا ہے کہ

؎ نہ ہوا پر نہ ہوا میر سا انداز نصیب
ذوق یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

تو کوشش بھی کرتے ہیں محنت بھی کرتے ہیں لیکن بعض اپنے مطمح نظر کے قریب نہیں پہنچ سکتے۔ یہ سارے

لوگ اپنے اپنے رنگ میں اپنی اپنی فکر اور اپنی اپنی ہمت کے مطابق اس زندگی کے مزے لوٹتے ہیں جوان کے نزدیک زندگی ہے لیکن سب سے خوش نصیب وہ لوگ ہیں جن کی شکلیں، جن کی صورتیں، جن کے انداز، جن پر گزرنے والے حالات حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور ان سے ملتے ہوں جو آپ کے ساتھ تھے۔ چنانچہ یہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی ہے ان میں انہی حالات کا ذکر ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ وہ تصویر جو کبھی مکہ میں بنائی گئی تھی جس پر ہمارے آقا و مولیٰ، اللہ ہمارے پیارے خدا کی نظریں پیار سے پڑ رہی تھیں اور جس نے اس تصویر کو اس کے ایک ایک نقش کو محفوظ کر لیا، وہ تصویر اب دوبارہ بنائی جا رہی ہے اور یہ تصویر بنانے والے آپ ہیں یعنی احمدی جماعت کے خوش نصیب جن کا رنگ آج حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے غلاموں سے مل رہا ہے اور وہ فخر سے یہ کہہ سکتے ہیں، اس فخر سے جس کی مذہب اجازت دیتا ہے کہ آج ہم وہ لوگ ہیں جن کی شکل اُن لوگوں سے ملتی ہے جن کے متعلق قرآن کریم فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ؗ سِيْمَاهُمْ فِىْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ (الفتح:۳۰)

یہ جو آیات میں نے تلاوت کی ہیں یہ دراصل اسی آیت کی تفصیل ہے اور وہی تصویر جو اس آیت میں مختصراً کھینچی گئی ہے اس کو زیادہ تفصیل کے ساتھ ان آیات میں بیان کیا گیا ہے جو میں نے شروع میں تلاوت کی تھیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ کہ دعویدار تو بہت ہیں جو کہتے ہیں ہم اللہ اور اس کے رسول کی بات مانتے ہیں لیکن ایسے دعوے دار کہاں ہیں اور کتنے ہیں جو جب زخم پہنچتے ہوں اس راہ میں تب بھی کہیں ہاں ہم اپنے اللہ اور اپنے رسول کی بات مانتے ہیں اور اسی پر قائم رہیں گے تو فرماتا ہے اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَاۤ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ ؕ کہ ایسے بھی خدا کے بندے ہیں جن کو جب زخم پہنچتے ہیں اس وقت بھی وہ خدا اور رسول کی بات کو مانتے چلے جاتے ہیں لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ اور پھر ان میں ایسے بھی ہیں جو اپنے اس حسن کو درجۂ کمال تک پہنچا دیتے ہیں وَاتَّقَوْا اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے اَجْرٌ عَظِيْمٌ ہے،

بہت بڑا اجر ہے۔

چنانچہ آج پاکستان میں بعینہ یہی نقشہ نظر آرہا ہے بلکہ کچھ اور بھی رنگ اس میں ایسے داخل ہوئے ہیں کہ عقل متعجب ہوتی ہے۔ کچھ لوگ جو پہلے ثابت قدم تھے ان کو تو اللہ تعالیٰ نے اَحْسَنُوْا کے مقام پر پہنچا دیا اور کچھ وہ لوگ جو پہلے کمزور تھے اور پیچھے تھے اور یوں محسوس ہوتا تھا کہ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ کی خوش قسمت فہرست میں ان کے نام نہیں ہوں گے وہ بھی آگے بڑھے ہیں اور اس کثرت سے خط آتے ہیں حیرت اور تعجب کے اظہار پر مشتمل کہ ایسے ایسے لوگ ایسے ایسے نوجوان جن کو کبھی سوائے عید بقرعید کے مسجد میں دیکھا ہی نہیں گیا تھا اس کثرت سے مسجدوں میں آتے ہیں، اس کثرت سے مسجدیں بھر گئی ہیں کہ وہ جو پہلے بڑی نظر آیا کرتی تھیں اب چھوٹی دکھائی دینے لگی ہیں۔

کل ہی ربوہ سے ایک خط ملا۔ ایک محلے کے ہمارے ایک بزرگ ہیں ان کی طرف سے، انہوں نے کہا کہ میں حیران ہوں کہ یہ مسجد جو بڑی کھلی تھی اور لوگ اس کے تھوڑے سے حصے میں سما جایا کرتے تھے اب جتنا زیادہ خوف پیدا کیا گیا ہے اور ڈرا کر خدا کی عبادت سے روکنے کی کوشش کی گئی ہے اسی قوت کے ساتھ جذبۂ عبادت ابھرا ہے اور اس شان کے ساتھ ابھرا ہے کہ چھوٹے کیا اور بڑے کیا، جوان کیا اور بوڑھے کیا، سارے پانچوں وقت مسجدوں میں آتے ہیں بلکہ تہجد کے وقت بھی پہنچ رہے ہیں اور مسجد کا صحن بھر جاتا ہے اور جہاں جوتیاں رکھی جاتیں تھیں وہاں بھی لوگ سجدے کر رہے ہیں۔ تو یہ وہ نظارہ ہے جس کا قرآن کریم نے آج سے چودہ سو سال پہلے ذکر فرمایا تھا۔ کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی تصویریں ان لوگوں سے مل رہی ہیں جن پر ہمارے خدا کے پیار کی نظریں پڑی تھیں۔ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا۔ وہ لوگ جن کو لوگوں نے جا کر یہ ڈرایا اور کہا کہ دیکھو لوگ تو تمہارے خلاف اکٹھے ہو گئے ہیں پس ان کا خوف اختیار کرو لیکن وہ عجیب قوم ہے کہ خوف کی بجائے ان کا ایمان ترقی کر گیا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ انہوں نے کہا ہمارا اللہ ہمارے لئے بہت ہے وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اور اسی کے سپرد ہم سب کچھ کرتے ہیں جو سب سے بہتر سپرد داری کا حق ادا کرنے والا ہے۔

چنانچہ پاکستان میں بعض نہایت کمزور جگہوں پر بھی ایسی جگہوں پر جہاں صرف ایک احمدی تھا اور وہ بھی تازہ ابھی چند ماہ پہلے ہوا تھا وہاں بھی اس نے صبر واستقامت کا ایسا حیرت انگیز نمونہ دکھایا ہے کہ سارے علاقے میں اس کی باتیں شروع ہو گئیں۔ سرگودھا کے ایک علاقے میں ایک احمدی ہوا، چند ماہ پہلے وہ ربوہ آیا، مجلس سوال و جواب میں دلچسپی پیدا ہوئی، اس نے قبول کر لیا اور کہنا تو یہ چاہئے کہ اللہ کے فرشتوں نے اس سعید فطرت کو مجبور کر کے احمدی بنا دیا۔ اس قدر شدید اس کی مخالفت ہوئی سارے گاؤں کی طرف سے بائیکاٹ ہی نہیں بلکہ حملے کر کے اس کے گھر کی دیوار گرا دی گئی، پانی بند کر دیا گیا، کھانے کے سارے راستے اس کے بند کر دیئے گئے، بول چال اس کی بند ہو گئی اور جب احمدی اس کو باہر سے تسلی دلانے کے لئے گئے تو اس نے کہا تم کیا کہتے ہو مجھے تو اب ایمان کا مزہ آیا ہے۔ تسلی کس بات کی میں تمہیں تسلی دلاتا ہوں کہ میری طرف سے کوئی خوف نہ کرو مجھے تو اب زندگی کا مزہ آنا شروع ہوا ہے کہ ایمان کی زندگی ہوتی کیا ہے۔ پس جتنا لوگوں نے ڈرایا اتنا ہی زیادہ ایمان بڑھنا شروع ہوا اور یہ ایک جگہ کا واقعہ نہیں ہزار ہا ایسے واقعات پاکستان میں آج گزر رہے ہیں کہ جتنے خوف بڑھ رہے ہیں اتنا ایمان ترقی کرتا چلا جا رہا ہے۔ فرماتا ہے فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ کہ وہ ایسے لوگ ہیں جو ان خطرات میں سے اس حال میں لوٹے کہ ان کی جھولیاں خدا کے فضلوں سے بھری ہوئی تھیں اور اس کی نعمتیں اور فضل لوٹ کر وہاں سے لوٹے۔ یہ عجیب قوم ہے کہ جہاں موت بٹتی ہو جہاں دکھ تقسیم کر رہے ہوں وہاں سے فضل اور نعمتیں لے کر لوٹ رہی ہو لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ ان کو برائی نہیں پہنچ سکی، برائی کی لمس سے وہ محفوظ رکھے گئے۔ یہاں سُوْٓءٌ کا لفظ بہت ہی حکمت کے ساتھ اختیار کیا گیا ہے۔ دکھ تو پہنچ جاتے ہیں مومن کو جیسا کہ قرآن کریم بارہا دوسری جگہ ذکر فرماتا ہے لیکن ان دکھوں کے پیچھے جو برائی مقدر ہوتی ہے وہ برائی نہیں پہنچتی۔ پس سُوْٓءٌ سے دکھ کے نتیجہ کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے دکھ تو اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ لوگ مرتد ہو جائیں، دکھ تو اس لئے دیئے جاتے ہیں کہ ان کے ایمان میں کمزوری آجائے اور خدا کا خوف چھوڑ کر وہ بندوں کا خوف شروع کر دیں۔ جب ان سارے مصائب اور ساری تکلیفوں اور سب آزمائشوں کا نتیجہ بالکل برعکس نکل رہا ہو تو بجا ہے اس وقت یہ کہنا لَمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ کوئی برائی ان کو نہیں پہنچ سکی وَاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ

اور وہ اللہ کی رضا کی پیروی کرتے رہے اور رضائے باری تعالیٰ کے حاصل کرنے والوں میں شمار ہوئے وَاللّٰهُ ذُوْفَضْلٍ عَظِيْمٍ اور اللہ تعالیٰ بہت ہی بڑا فضل کرنے والا ہے۔

لیکن کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن پر خوف اثر کر جاتا ہے جن کو برائی پہنچ جاتی ہے اور قرآن کریم ایک حقیقت اور سچائی کی کتاب ہے، محض فرضی دعاوی کرنے والی کتاب نہیں ہے جو کسی قوم کی تعریف میں رطب اللسان ہو تو ہر دوسری چیز کو نظر انداز کر دے۔ ایسی کامل کتاب ہے کہ کسی پہلو کو، فطرت کے کسی پہلو کو، حقیقت کے کسی پہلو کو نہیں چھوڑتی۔ چنانچہ ان خوش نصیبوں کا ذکر کرنے کے بعد جو اللہ کے فضل سے اس وقت لکھوکھا جماعت پاکستان میں موجود ہیں ان چند بدقسمتوں کا بھی ذکر فرماتا ہے اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ یہ تو شیطان تھا جو تمہیں ڈرانے آیا تھا اور یہ اپنے جیسوں کو ڈراتا ہے اَوْلِيَآءَهٗ اس کے جو ولی ہیں، اس کے جو دوست ہیں، جو اس کے ہم مزاج ہیں صرف ان کو ڈرا سکتا ہے۔ اس آیت میں ایک بہت ہی لطیف اشارہ اس بات کی طرف کیا گیا ہے کہ ہر جماعت میں کچھ ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو جماعت کے معاندین کے زیادہ قریب ہوتے ہیں اپنی فطرت کے لحاظ سے، اپنی اُٹھک بیٹھک کے لحاظ سے، اپنی طرز کلام کے لحاظ سے، اپنے قلبی جذبات کے لحاظ سے بہ نسبت مومنین کے اور ان کو مومنین کا اولیا کہنا غلط ہے۔ وہ معاندین کے اولیا ہوتے ہیں ہمیشہ سے لیکن جب زلزلے آتے ہیں تو پھر چھان پھٹک ہوتی ہے، اس وقت جو معاندین کے اولیاء ہیں وہ ان سے جا ملتے ہیں اور جو مومنین حقہ ہیں ان کے متعلق پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ ان کا ایمان اور بھی ترقی کر جاتا ہے فرماتا ہے اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴿۱۷۶﴾ پس اب یہ فرق کرنے کا وقت آ گیا ہے جو شیطان کے دوست ہیں وہ خوف زدہ ہو جائیں گے اس کی آواز پر اور جو شیطان کے دوست نہیں ہیں اور سچا ایمان لانے والے ہیں وہ اور بھی زیادہ خدا کے خوف میں مبتلا کئے جائیں گے، اور بھی زیادہ خدا کے خوف کے سامنے ان کی گردنیں جھکیں گی اور ان کے دل لرزیں گے۔ فرمایا پس اگر تم بھی مومن ہو خَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ پھر مجھ سے ڈرو۔ اس کے بعد مضمون بدل کر ان دونوں گروہوں کا ذکر فرماتا ہے یعنی شیاطین جو باہر سے حملہ کرتے ہیں اور وہ اولیاء جو مومنوں کی سوسائٹی کے اندر موجود ہوتے ہیں اور اس موقع پر ٹھوکر کھا جاتے ہیں۔

فرماتا ہے وَلَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ اے محمد ﷺ تجھے وہ ائمۃ التکفیر جو کفر میں بہت زیادہ سعی کرنے والے ہیں وہ بھی تجھے کوئی دکھ نہ پہنچا سکیں یعنی اس میں ایک پیار کا بھی رنگ ہے کہ نہ پہنچا سکیں۔ جس طرح دعائیہ کلمہ ہوتا ہے تو خدا کی طرف سے تو دعائیہ کلمہ نہیں ہوتا اس کے لئے ہم کہیں گے پیار کا اظہار ہے۔ اور دوسرے معنے اس کے یہ ہیں کہ ایک خوشخبری ہے کہ ایسا ہرگز نہیں ہوگا وہ تجھے نہیں پہنچا سکیں گے تکلیف۔ فرماتا ہے ہرگز تجھے وہ لوگ جو تکفیر میں بہت آگے آگے ہیں اور پیش پیش ہیں وہ تجھے کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے۔ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا کیونکہ وہ لوگ خدا کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے۔ کتنا عظیم الشان کلام ہے! صرف دعویٰ ہی نہیں اس کی دلیل ساتھ پیش کر دی گئی فرمایا کہ خدا کو تو تم جانتے ہو اور ہر انسان جانتا ہے کہ کوئی بندہ تکلیف نہیں پہنچا سکتا تو جو خدا کا ہو چکا ہو جو خدا کی خاطر دکھ اٹھانے کے لئے تیار بیٹھا ہو اس کو بھی وہ تکلیف نہیں پہنچا سکتے کیونکہ اس کو تکلیف پہنچانا خدا کو تکلیف پہنچانا ہو جایا کرتا ہے۔ کس حسن کے ساتھ ان دونوں باتوں کو خدا سجا کے پیش فرماتا ہے لَا يَحْزُنْكَ الَّذِيْنَ يُسَارِعُوْنَ فِي الْكُفْرِ تجھے ہرگز تکلیف نہیں پہنچا سکیں گے جو کفر میں غیر معمولی سعی کرتے ہیں کیوں؟ اِنَّهُمْ لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْئًا کیونکہ وہ خدا کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکتے يُرِيْدُ اللّٰهُ اَلَّا يَجْعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے اور جب خدا چاہتا ہے تو لازماً وہی ہوتا ہے کہ ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہ ہو وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ اور ان کے لئے ایک بہت ہی بڑا عذاب مقدر ہے۔

یہاں آخرۃ سے مراد صرف مرنے کے بعد کی دنیا نہیں ہے بلکہ آخرۃ سے مراد انجام ہے۔ فرماتا ہے تکلیف اگر وہ عارضی تجھے پہنچا بھی دیں اور بظاہر یہ معلوم ہو کہ اللہ والوں کو دکھ پہنچ گیا اور نقصان پہنچ گیا تو چونکہ خدا کو کوئی تکلیف نا کام نہیں کر سکتی اس لئے ثبوت اس کا یہ ہے صرف دعویٰ نہیں کہ انجام کار لازماً وہ نامراد اور نا کام رہیں گے۔ آخرت میں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے فِي الْاٰخِرَةِ بالآخر انجام کار لازماً ان کے مقدر میں نامرادی اور ناکامی لکھی گئی ہے۔ دیکھیں صرف دعویٰ ہی نہیں کرتا کیسا عجیب کلام ہے دلائل ساتھ دیتا چلا جا رہا ہے اور ایسے دلائل ہیں جن کے پیچھے ہزاروں سال کی

انسانی تاریخ گواہ بن کے کھڑی ہے۔ ایک بات بھی ایسی نہیں جسے تاریخ سے غلط ثابت کیا جا سکے۔
اِنَّ الَّذِيْنَ اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ جیسا کہ میں نے کہا تھا اب ان لوگوں کا ذکر پھر آ گیا جو سوسائٹی کے اندر رہتے ہوئے شیطانوں کے اولیاء بنے ہوئے ہوتے ہیں ایسے موقع پر اشْتَرَوُا الْكُفْرَ بِالْإِيْمَانِ وہ مرتد ہو جایا کرتے ہیں، وہ کفر کے ساتھ ایمان کا سودا کر لیتے ہیں یا ایمان کے ساتھ کفر کا سودا کر لیتے ہیں ایسے بھی لوگ ہیں جن کے متعلق خدا فرماتا ہے لَنْ يَّضُرُّوا اللّٰهَ شَيْـًٔا ان کے متعلق بھی ہم تمہیں بتا دیتے ہیں کہ یہ اندرونی دشمن بھی ہرگز تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے اور آگے اس دلیل کو خدا کھول کر بیان فرماتا ہے کہ کیوں نقصان نہیں پہنچا سکیں گے بلکہ نقصان کی بجائے فائدہ پہنچا جائیں گے۔ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ اور ان کے لئے ایک دردناک عذاب مقدر ہے۔

فرماتا ہے وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ یہ لوگ جنہوں نے کفر اختیار کیا ایک عرصہ تک وہ ضرور خوشیاں منائیں گے اور وہی مومنوں کی آزمائش کا دور ہے، وہی دور ہے جس میں سچا مومن جھوٹے سے اور حقیقی مومن منافق سے الگ ہو جایا کرتا ہے۔ فرماتا ہے یہ دور اس لئے ہے اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ کہ ہم انہیں مہلت دیتے ہیں لیکن ان کو یہ ہم بتا دیتے ہیں کہ یہ مہلت ان کے لئے خیر کا موجب نہیں بنے گی۔ کبھی خدا کی طرف سے دی ہوئی مہلت ظالموں کے لئے خیر کا موجب نہیں بنا کرتی۔

مہلت کا جو مضمون ہے اس کا صبر سے بڑا گہرا تعلق ہے اور امر واقعہ یہ ہے کہ صبر اور مہلت جو حقیقی صبر ہے اور جو مہلت ہے وہ بعض جگہ جا کر ایک ہی مضمون کے دو نام بن جاتے ہیں۔ صبر کے دو پہلو ہیں ایک تو یہ کہ کمزور انسان جو بدلہ نہ لے سکے اگر بدلہ نہیں لے سکتا تو واویلا تو نہ کرے، کم سے کم بے اختیاری ہے تو اپنے زخموں کو لوگوں کے سامنے کھول کر خود اپنی جگ ہنسائی نہ کروائے یا اپنی بے چارگی کے چرچے نہ کرے۔ یہ بھی صبر کا ایک پہلو ہے اور صبر کا ایک اور پہلو یہ ہے کہ اختیار کے باوجود طاقت کے باوجود انسان بے طاقتی کا اظہار کر رہا ہو یوں معلوم ہوتا ہو گویا وہ بے بس ہے لیکن کوئی دنیاوی بے بسی اس کو نہیں ہوتی۔ گالی کا جواب کمزور انسان بھی گالی سے دے سکتا ہے اور بعض اوقات لوگ جان پر کھیل جانے کے لئے تڑپ رہے ہوتے ہیں برداشت نہیں ہوتا ان سے چنانچہ بیسیوں مرتبہ ایسا ہوا ہے ایک دفعہ نہیں کہ

بعض نوجوانوں نے روتے ہوئے ، بلبلاتے ہوئے ، سسکیاں لیتے ہوئے مجھ سے کہا ہے کہ ہم سے برداشت نہیں ہوتا جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو گالیاں دی جاتی ہیں، ہماری ذمہ داری ہے، ہمیں اجازت دیں ہم اپنا دل ٹھنڈا کریں لیکن بڑے مضبوط ہاتھوں سے میں نے ان کو روکا اور ایک نے بھی نافرمانی نہیں کی۔ اس کو بھی صبر کہتے ہیں یعنی بے چارگی کا صبر نہیں ہے بلکہ غیر معمولی طاقت کے باوجود جب انسان جان کی بازی لگا دینے پر تڑپ رہا ہو اس وقت کوئی اصول کا مضبوط ہاتھ اس کو روک لے اور کہے کہ یہ نہیں ہوگا۔ پس ایسے لوگ بھی صبر کرتے ہیں اور خدا تعالیٰ خود صبور ہے وہ بھی پکڑ سکتا ہے۔ صبور ہونے کے نتیجہ میں جب وہ نہیں پکڑتا تو اس کو کہتے ہیں مہلت دینا۔ تو امر واقعہ یہ ہے کہ بندے کا صبر کہلاتا ہے اور جب صبر خدا کی طرف سے ظاہر ہو تو اسے ہم مہلت کا نام دے دیتے ہیں۔

اس کے پس منظر میں ایک ہی قسم کے محرکات ہیں یعنی مومن کا صبر اور اللہ تعالیٰ کی مہلت دینا اور دونوں کے ایک ہی سے نتیجے ظاہر ہوتے ہیں یعنی مہلت کے نتیجے میں یہ لوگ بجائے اس کے کہ اپنے جرم سے باز آجائیں وہ اور زیادہ بڑھنے لگ جاتے ہیں اور صبر کے نتیجہ میں وہ سمجھتے ہیں کہ یہ کمزور لوگ ہیں ان کو رگیدو جتنا چاہو، کوئی فرق نہیں پڑتا اور خدا تعالیٰ خوش خبری دے رہا ہے مومنوں کو کہ جس طرح میرا مہلت دینا ان کے کسی کام نہیں آئے گا تمہارے صبر کے نتیجے میں ان کا شوخیاں دکھانا بھی کسی کام نہیں آئے گا۔ ہم تو اس لئے یہ کرتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کرنا ہے کرلیں، ایک دفعہ کھلی چھٹی مل جائے، حسرتیں اپنی نکال لیں کہ یہ بھی ہم نہیں کر سکے تھے اب یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں اب کس طرح بچیں گے، فرماتا ہے نتیجہ کیا نکلے گا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ لازماً ان کے لئے رسوا کن عذاب ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو بھی یہ الہام ہوا اِنِّی مُهِينٌ مَنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ (تذکرہ صفحہ:۲۷) کہ وہ جو تیری اہانت کا ارادہ کرے گا میں اسے رسوا کروں گا۔ پس خدا کے بندوں کا صبر ان کی طرف سے نہیں ٹوٹتا بلکہ آسمان کی طرف سے ٹوٹا کرتا ہے ان لوگوں پر۔ جتنا زیادہ وہ دکھ برداشت کرتے ہیں ذلتوں پر اتنا ہی زیادہ آسمان کی طرف سے ان لوگوں پر ذلتیں برسائی جاتی ہیں یہ معنیٰ ہے وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ کا کہ تمہاری طرف سے تو ان کو ذلتیں نہیں پہنچیں گی لیکن وہ خدا جو عزتوں اور ذلتوں کا مالک ہے اس خدا کی طرف سے جب ان پر ذلتوں کی مار پڑے گی تو کوئی ان کو بچا نہیں سکے گا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَآ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ اب جا کر آخر پہ ساری بات کا راز کھول دیا گیا کہ آخر کیوں خدا یہ ایسا کر رہا ہے؟ مومنوں کو مصیبت پڑی ہوئی، تکلیف میں مبتلا، گریہ وزاری کرتے، سینے چھلنی ہوئے ہوئے، حال سے بے حال ہوئے ہوئے ہیں اور لکھوکھا گھروں میں کہرام مچا ہوا ہے درد کا اور خدا تعالیٰ یہ کیوں کرتا چلا جاتا ہے مہلت دیتا کیوں ہے؟ کیوں نہیں فوراً وہ اپنے جلال کا نشان دوسروں کو اور اپنے جمال کا نشان اپنوں کو دکھاتا؟ فرماتا ہے اس لئے کہ اس کے پیچھے ایک حکمت ہے خدا تعالیٰ محض انسانی جذبات کی طرح یا انسانوں کی طرح جذبات میں کھیل کر فیصلے نہیں فرماتا اس کے ہر فعل کے پیچھے حکمتیں ہیں اور وہ اپنے بندوں سے جذبات کے اور پیار کے کھیل بھی کھیلتا ہے لیکن ان کے پیچھے بھی حکمتیں ہوا کرتی ہیں اس لئے خدا ایسا نہیں کرتا ہرگز ہو نہیں سکتا کہ مومنوں کو خدا اس حال میں چھوڑ دے جس پر تم ہو حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جدا نہ کر لے۔ یعنی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کی سوسائٹی میں بعض ناپاک لوگ، بعض منافقین بھی شامل ہو گئے تھے اور جس طرح بعض دفعہ آندھیوں کے وقت کمزور شاخوں کا امتحان آتا ہے، سوکھے ہوئے پتوں کا امتحان آیا کرتا ہے اور وہ جھڑ جایا کرتے ہیں وہی جن میں زندگی باقی ہوتی ہے وہی بچتے ہیں۔ پس یہ زلزلے اس لئے آتے ہیں کہ پاک لوگوں میں جو بد شامل ہو چکے ہیں وہ خشک ٹہنیاں جو ساتھ اٹکی ہوئی ہیں اور جو باقی درخت کو بھی نقصان پہنچا رہی ہیں ان کو یہ زلازل اور یہ طوفان توڑ کر ان سے الگ کر دیں۔ يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ کا یہ وہ مضمون ہے جو ہمیشہ ہر نبوت کی دفعہ پورا ہوا ہے کبھی ایسا واقعہ نہیں ہوا کہ خدا کی طرف سے کوئی آیا ہو اور یہ مضمون نہ کھول دیا گیا ہو اور اس میں ایک خوش خبری عظیم الشان ہے اور وہ خوش خبری ایک دلیل کا رنگ بھی رکھتی ہے۔ وہ یہ دلیل بنتی ہے کہ جب بھی الٰہی جماعتوں پر ابتلا آتے ہیں تو ان کے بد ان سے الگ ہوتے ہیں اور کبھی نیک ان سے الگ نہیں ہوتے اور جب دنیاوی جماعتوں پر ابتلا آتے ہیں تو اس بات کی کوئی ضمانت نہیں ہوا کرتی۔

چنانچہ یہ عجیب بات ہے کہ احمدیت پر جب بھی ابتلا آئے ہیں جھڑنے والے ہمیشہ وہ ہوئے ہیں جو یا تو جماعت کے پہلے معتوب تھے یا پیسے کھا کر پیسے نہیں دے رہے تھے اور جماعت نے

ان کو پکڑا تھا کہ ایسی بے ہودہ حرکتیں کیوں کر رہے ہو یا نظام جماعت کو توڑ کر دوسری بے ہودہ حرکتیں کرتے تھے یا شرابیں پی رہے تھے یا جوئے کھیل رہے تھے یا اور بدکرداریاں ان کے اندر آگئیں تھیں اور وہ کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے اگر اور کچھ نہیں تو چندے دینے میں بڑے سست تھے اور جان نکلتی تھی ان کی پیسے سے علیحدگی کے لئے اور وہ کہتے تھے ہمیں اسی حال میں رہنے دو۔ تو جب الگ ہوتے ہیں تو یہ لوگ الگ ہوتے ہیں اور جس جماعت سے اس قسم کے لوگ الگ ہوں اس کا نقصان کیسے ہوسکتا ہے؟ فرمایا اگر ابتلا کے نتیجے میں تمہارے طیب الگ ہونے شروع ہو جائیں تو پھر تو تمہارے لئے بڑے صدمہ کی بات ہوگی لیکن اگر طیب اور زیادہ مضبوط ہو جائیں اور ان کے ایمان بڑھنے لگیں اور وہ لوگ جو ناپاک اور گندے تھے تم میں سے تم جانتے ہو کہ تم میں سے وہ گندے تھے وہ الگ ہوتے ہیں تو پھر تمہارے لئے صدمے کا کیا موقعہ ہے؟

چنانچہ جماعت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہمیشہ اسی قسم کے کمزور الگ ہوئے ہیں بلکہ ایک موقع پر ایک غیر مبائع دوست نے بڑی عجیب بات کہی۔ ربوہ تشریف لائے تھے تو مجھ سے بھی ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنے غیر مبائعین دوستوں کو یہ ایک بات بتائی میں نے کہا تم لوگ ایک بات محسوس نہیں کر رہے اور وہ یہ ہے کہ ہمارے میں سے جو جاتا ہے ربوہ کی طرف وہ بہت اچھا آدمی ہوتا ہے ماسٹر فقیر اللہ ہوئے ، یعقوب خان صاحب ہوئے ،مولوی غلام حسن صاحب پشاوری ہوئے۔ وہ کہتے ہیں ایسے ہوتے ہیں وہ جن پر ہماری نظریں رشک سے پڑتی ہیں بڑے بڑے معزز، بڑے بڑے صاحب مقام لوگ ہیں اور ان کی طرف سے جو آتا ہے وہ سزا یافتہ اور گندہ آتا ہے۔ پیسے کھا کر بھاگا ہوا، کسی اور گندگی میں مبتلا ناراض ہو کر جماعت ان کو الگ کرتی ہے اور تم اسے قبول کر لیتے ہو۔ تو اس نے یہ بات کہنے کے بعد بڑی دلچسپ بات یہ کہی کہ گویا تم تو قادیانیوں کی بدرو ہو، ان کا گندہ پانی بہتا ہے تو تمہاری طرف آجاتا ہے اور تمہارا صاف پانی بہتا ہے تو ان کی طرف چلا جاتا ہے۔ بہت پیاری بات اس نے کہی لیکن یہ دراصل کلام الٰہی میں موجود ہے اور ہمیشہ یہی واقعہ ہوتا ہے کہ ابتلاؤں کے وقت الٰہی جماعتوں کے گندے بہہ کر باہر نکلتے ہیں اور ابتلاؤں کے وقت ان سے زیادہ تعداد میں مخالفین کی جماعت کے بہترین دوڑ دوڑ کر اس طرف آرہے ہوتے ہیں۔ اب یہ دونوں باتیں ایک عجیب شان کے ساتھ ان حالات میں پوری ہو رہی ہیں۔

چنانچہ پاکستان سے اور ساری دنیا سے جو خبریں آرہی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ غیر معمولی طور پر تبلیغ کا رجحان بڑھ گیا ہے اور بکثرت بیعتیں شروع ہوگئی ہیں اور ایسی ایسی باتوں پر حیرت انگیز طریق پر بیعتیں ہورہی ہیں کہ انسان پہلے سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ اس ابتلا کے وقت جب مار پڑ رہی ہو کسی کا ایسی جماعت میں داخل ہونا لازماً اس کی سچائی کی نشانی ہے۔ جب ہار پڑ رہے ہوں اور شیرینیاں تقسیم ہورہی ہوں اور دعوتیں ہورہی ہوں اس وقت تو گندے لوگ جایا کرتے ہیں اس طرف۔ تو بعینہ یہ دو نظارے پاکستان میں عجیب شان کے ساتھ منظر پہ ابھرے ہیں۔ ایک طرف جماعت کے کمزور اور نکمے اور فضول بعض ان میں سے، وہ بھی زیادہ نہیں ہیں بہت تھوڑے ہیں، اس حال میں جاتے ہیں غیروں کی طرف کہ دیگیں بٹ رہی ہوتی ہیں اور پھولوں کے ہار پڑ رہے ہوتے ہیں اور مٹھائیاں تقسیم ہورہی ہوتی ہیں اور وہ ان کے کئی دن کے دعوتوں کے سامان ہوجاتے ہیں اور ان سے بہت زیادہ تعداد میں ایسی جماعت میں اس وقت پاکستان میں داخل ہورہے ہیں جو ماریں کھا کر داخل ہورہے ہوتے ہیں، جو گالیاں کھا کر داخل ہورہے ہوتے ہیں، جو اپنے گھر لٹا کر داخل ہو رہے ہوتے ہیں، جو اپنی بیویوں کو چھوڑ کر داخل ہوتے ہیں، جو اپنے بچوں کی جدائی قبول کر کے داخل ہوتے ہیں۔ ایسے داخل ہورہے ہیں جن کے ماں باپ مار مار کر اپنے بچوں کے حلیے بگاڑ دیتے ہیں اور بالکل بے زر اور بے زور کر کے گھروں سے نکال کے باہر پھینک دیتے ہیں۔ چنانچہ اس کی بھی بڑی عجیب مثالیں سامنے آرہی ہیں۔

چنانچہ ایک ہی جگہ جہاں شدید مخالفت ہوئی اور دو تین لوگوں کے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے جس قماش کے وہ تھے اسی قماش کے تھے، ان کے ارتداد کی خبریں آئیں اور بغیر کسی تبلیغ کے نو افراد نے اسی دن آکر بیعت کی اور بڑی کثرت کے ساتھ اب وہ مسجد میں آکر گریہ وزاری کے ساتھ جماعت کی نمازوں میں شامل ہورہے ہیں اور عجیب وغریب خدا سامان پیدا کر رہا ہے۔ کل کی رپورٹوں میں یہ بھی معلوم ہوا کہ بی بی سی کا انٹرویو سن کر مختلف جگہوں میں جہاں پیغام ہی کبھی نہیں پہنچا تھا احمدیت کا، وہاں سے لوگ آئے جماعت سے ملے اور انہوں نے کہا ہم نے سن کر فیصلہ کرلیا ہے کہ یہ جماعت سچی ہے اس لئے ہماری بیعت قبول کرو۔ دو یا چار یا پانچ یا دس گندے نکل رہے ہوں اور سو یا ہزار خدا کے فضل سے نیک اور صاحب عزم لوگ داخل ہورہے ہوں قربانیوں کا فیصلہ کرتے ہوئے، اپنی سچائی کو

ثابت کرتے ہوئے تو ایسی جماعت کا کیا نقصان ہوسکتا ہے؟

پس قرآن کریم کی ہر آیت اپنے ساتھ ایک دلیل رکھتی ہے ایک بھی دعویٰ ایسا نہیں جس کے ساتھ دلیل نہ ہو اور جس کے ساتھ حکمتوں کا بیان نہ ہو۔فرماتا ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَجْتَبِيْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ۖ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ تم غیب کی باتوں کو تو نہیں دیکھ سکتے تمہیں تو فیق نہیں ہے کہ غیب پر نظر کرسکو مگر اللہ جن کو پسند کرتا ہے غیب کی باتیں بتانے کے لئے جب وہ تمہیں بتاتے ہیں اور دلائل ساتھ دیتے ہیں تو ان کی باتیں کیوں نہیں مانتے؟ تم تو اندھے ہو، تمہیں تو حال کا بھی کچھ نظر نہیں آرہا مستقبل کی کامیابیوں کو یعنی مومنین کی مستقبل کی کامیابیوں کو کیسے دیکھ سکو گے؟ پس ایک ہی طریق ہے کہ وہ جن کو خدا غیب سے آگاہ کرتا ہے ان کی باتیں غور اور ہوش سے سنو اور ان کے پیچھے چلو وَاِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ کوئی دشمنی نہیں ہے سچائی کو کسی کے ساتھ اِنْ تُؤْمِنُوْا وَتَتَّقُوْا اگر تم بھی ایمان لے آؤ اور تقویٰ اختیار کرو فَلَكُمْ اَجْرٌ عَظِيْمٌ تمہارے لئے بھی اللہ اسی طرح اجر عظیم لے کر منتظر بیٹھا ہے، تمہیں بھی وہ اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

پس یہ وہ نقشہ ہے جو قرآن کریم میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا اور آپؐ کے ساتھیوں کا کھینچا گیا ہے اور آج بعینہ یوں معلوم ہوتا ہے جیسے جماعت کے حالات کو دیکھ دیکھ کر جو پاکستان میں گزر رہے ہیں کوئی شخص یہ تصویریں کھینچ رہا ہے۔ پس کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کی شکلیں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ اور آپؐ کے غلاموں سے ملنے لگی ہیں۔ایک شاعر بڑے فخر سے کہتا ہے کہ میری داستان تو ہر طرف چمن میں بکھری پڑی ہے۔

؎ چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے داستاں میری

کچھ لعلوں کی شکل میں، کچھ کلیوں کی شکل میں، کچھ بلبلوں کی صورت میں۔

تو بڑی خوش نصیب ہے وہ جماعت جس کی داستان قرآن کے چمن میں ہر طرف بکھری پڑی ہے جو صرف اس بات پر خوش نہیں ہوتی کہ اس کی خوشیاں پہلوں سے مل رہی ہیں، وہ اس بات پر بھی خوش ہو رہی ہے کہ اس کے غم اور اس کے دکھ پہلوں سے مل رہے ہیں، وہ اپنے زخموں سے بھی

جنت حاصل کر رہے ہیں اور اپنے مرہم سے بھی جنت حاصل کر رہے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو کبھی دنیا میں نا کام نہیں ہو سکتے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران فرمایا:

ایک اور خوش خبری آپ کے لئے یہ ہے کہ یورپ کے دو مراکز کے لئے جو میں نے تحریک کی تھی اس میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت ہی شاندار رنگ میں جماعت قربانی کی توفیق پا رہی ہے اور فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرٰتِ (البقرہ:۱۴۹) کا ایک عجیب نظارہ ہے۔ عورتیں ہیں تو زیور پیش کر رہی ہیں، مرد ہیں تو اپنے بچے ہوئے سرمائے پیش کر رہے ہیں۔ ایک نو جوان نے مجھے تفصیل لکھی خط میں کہ ساری عمر جوڑ کر اتنے ہزار مارک میں نے اکٹھے کئے اور ایک مقصد تھا کہ اس کے ذریعہ سے میں یہ چیز حاصل کروں گا۔ اس نے لکھا کہ میں روتے ہوئے یہ خط لکھ رہا ہوں، میری خوشی کا سامان پورا کریں، یہ ساری رقم آپ لے لیں۔ نفرت ہے مجھے اس پیسے سے آپ اس کو حاصل کر لیں تب مجھے چین آئے گا تو اس میں سے کچھ میں نے قبول کیا اور کچھ میں نے اس سے کہا کہ اللہ تعالیٰ اسے بھی قبول فرمائے اور اس میں تمہارے لئے بہت برکتیں ڈالے اور پھر اور تم دل کھول کر خدا کے حضور چندے پیش کرو۔ لیکن عجیب نظارے ہیں دنیا کے پردے پر اس جماعت کی کوئی مثال نظر نہیں آسکتی ، جرمنی کے غریب مزدور بہت معمولی کمائیوں والے لوگ ہیں اور بڑی بڑی مشکلوں میں پھنسے ہوئے ، مقدمات میں اٹکے ہوئے ، ان کی طرف سے اب تک خدا کے فضل سے تقریباً پانچ لاکھ مارک کے وعدے آچکے ہیں اور تیزی سے وصولیاں بھی ہو رہی ہیں۔ انگلستان کی طرف سے بھی جن صاحب کا پچاس ہزار پونڈ کا وعدہ تھا انہوں نے کل ادا کر دیا ہے اللہ کے فضل کے ساتھ، اور اس کے علاوہ بھی بڑی تیزی کے ساتھ ادائیگی کی رفتار بڑی تیز ہے۔ یہ حیرت انگیز بات ہے وعدے تو لوگ کر لیا کرتے ہیں پھر بڑی محنت کرنی پڑتی ہے وصولیوں کے لئے تو یہ جماعت ایسی ہے کہ ایک بھی آدمی نہیں گیا کہیں وصول کرنے کے لئے اور وصولیاں خود بخود پہنچنی شروع ہو گئی ہیں تَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا (الانفال :۳) کا کوئی فرضی قصہ نہیں ہے کہ ایمان بڑھ گیا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے کہ جب ایمان بڑھتا ہے تو اخلاص اور قربانی کا معیار ساتھ بڑھتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ حیرت انگیز جماعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کو عطا فرمائی اس نے اپنے فضل اور احسان کے ساتھ۔